قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء شعبۃ من الایمان ؛
چوں از مصادیق حدیث مذکور مسئلہ حجاب است
و این مکتوب خوش اسلوب مسمی بہ

القول الصواب

فی

تحقیق مسئلۃ الحجاب

از تصانیف حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین حکیم الامۃ مجدد الملۃ
حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

دریں مبحث لاجواب ست لہذا

احقر محمد زکی عفی عنہ اہتمام در تصحیح وحل الفاظ مشکلہ نمودہ

بتاریخ شوال ۱۳۶۳ھ

و از مکتبہ اشرف العلوم دیوبند ضلع سہارنپور
شائع نمود

ضروری اطلاع

حاملاً او مصلیاً مسئلہ پردہ کے متعلق دو قسم کے مباحث ہیں نقلی اور عقلی۔ یہ رسالہ جس سوال کا جواب ہے، وہ چونکہ محض قسم اول کے متعلق تھا اسلئے رسالہ ہذا میں اُسی سے تعرض کیا گیا۔ اگر کسی صاحب کو مباحثِ عقلیہ دیکھنے کا شوق ہو تو ایک رسالہ مسمّٰی الجلیس الانیس عمّا فی تحریر المرأۃ من التلبیس۔ ایک مصری عالم کا تصنیف کیا ہوا مصر میں چھپا ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ نقلیات کے ساتھ عقلیات کا بھی جامع ہے۔ گو یہ رسالہ نقلیات میں بعون تعالیٰ غالباً اس سے زیادہ لطیف ہے۔ فقط اشرف علی عفی عنہ۔

القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

عزیزہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آں عزیزہ نے خط میں لکھا ہے کہ پردہ مستورات کے متعلق میں کچھ غور کرنا چاہتا ہوں شاید کچھ لکھوں اگر موقع ہو تو اس کے متعلق جہاں تک آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ ہوں وہ میرے پاس بھیجدیجئے یہ بھی مطلع فرمائیے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا کیا لباس تھا اور اُس وقت پردہ کی کیا حد تھی۔ اور کب سے یہ شدت کا پردہ رائج ہوا ہے۔ اس عبارت کے چند حصے ہیں۔ ایک تمہید۔ دوسرے درخواست آیات اور احادیث کی۔ تیسرے تحقیق لباس ازواج مطہرات و بنات مقدسات چوتھے اس زمانہ کے پردہ کی حد کا سوال۔ پانچویں اس پردہ مروجہ کی ابتدا کا دریافت کرنا اس لئے جواب کا کافی ہونا۔ پانچوں اجزائے متعلق لکھنے پر موقوف معلوم ہوا لہذا بالترتیب سب قلمبند کرتا ہوں بفضلہ تعالیٰ وعونہ۔

حصہ اول تمہید

عزیز من۔ اس وقت بنظر تحقیق کسی امر میں غور کرنے کیلئے دو شرط کی ضرورت ہے اولاً وہ امر دقیق اور نظری ہو۔ کیونکہ اگر بدیہی اور واضح ہے تو غور

محض بیکار ہے۔ ثانیاً ہم لوگوں سے پہلے ہم سے بڑے درجہ کے لوگوں نے جو قوت علمیہ وتائید من اللہ اور طلب صادق ونظر غائر فکر صائب اور حُبّ دین اور سلامت طبع اور منصف مزاجی اور خوف خدا اور اتباع حق اور مجاہدہ نفس ومخالفت ہوئی وحریت خالصہ وغیرہا صفات جمیلہ کاملہ میں ہم سے ہزار ہا درجے بڑھے ہوئے تھے اس امر میں تحقیق اور کلام نہ کیا ہو۔ اور کلام کرکے فیصل اور طے نہ کر دیا ہو۔ کیونکہ اگر اس درجہ کے لوگوں نے کوئی امر ثابت کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ امر نہایت درجہ منقح ومحقق ہوگا۔ اس میں فکر کرنا ایسا ہے جیسے عام رعایا قوانین مجوزہ پارلیمنٹ میں نظر ثانی کرنے لگے۔ اور اتباع واطاعت کو اپنی نظر کی رسائی پر موقوف رکھے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ایک گونہ بغاوت کا شعبہ سمجھا جائے گا۔ اب ہم پردہ کے مسئلہ کو جو دیکھتے ہیں اس میں یہ دونوں شرطیں مفقود پاتے ہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ اولاً نہایت بدیہی ہے چنانچہ عنقریب آیات واحادیث کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا۔ ثانیاً اس درجہ کے لوگ جو کہ باجماع امت مرحومہ (جسکا مرتبہ اور قوت کثرت آراء سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہے) مقتدائے ملت اور پیشوائے شریعت مسلّم ہو چکے ہیں اسکو طے اور ختم کر چکے ہیں۔ البتہ انکی خدمت کیلئے حامیان دین اور خادمان مذہب ہمیشہ تیار اور آمادہ ہیں کہ اگر کسی طے شدہ مسئلہ میں خواہ وہ منصوص ہو یا اجماعی اور علی سبیل الترقی خواہ اجتہادی ہو کسی مخالف کو اعتراض یا کسی موافق کو شبہ اور خلجان ہو۔ بشرطیکہ اصول صحیحہ کے موافق اس کو پیش کیا جائے اور انصاف اور کسی خاص جماعت کی تقلید یا کسی خاص غرض کی اتباع سے آزادی کے ساتھ اسکا جواب سُننے اور سمجھنے کا وعدہ کیا جائے تو کسی وقت یہ حامیان مذہب جواب دینے سے اور اس جواب کے جواب الجواب دینے سے عذر یا انکار کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اسکے

ساتھ ہی اس کا کوئی ذمہ دار نہیں کہ دوسرے شخص کو ہدایت بھی ہو جائے۔ کیونکہ یہ امر مجیب یا مصلح کے اختیار سے خارج ہے ورنہ آج ساری دنیا ایک طریقہ پر نظر آتی۔

یہ مضمون جو تمہید کے متعلق ہے خصوصیت کے ساتھ باوجود سلیس ہونے کے بہت ہی غور کے قابل ہے۔

دوسرا حصہ درخواست آیات واحادیث کی

ان آیات واحادیث کے ساتھ ترجمہ تو ظاہر ہی ہے کہ ضروری تھا اس لئے ترجمہ ہی کی تکمیل کے لئے بہت ہی مختصر مختصر اور سلیس سلیس توضیحات کا بھی ساتھ ساتھ لکھدینا مناسب بلکہ واجب معلوم ہوا تاکہ فہم میں ترجمہ سے سہولت اور ان توضیحات سے اعانت ہو۔ لیکن یہ اعانت موقوف تھی چند اصولِ موضوعہ پر جو بہت صاف اور بالکل صحیح ہیں۔ اس لئے اوّل اُن اصولِ موضوعہ کی تقریر کیے دیتا ہوں۔

اصول موضوعہ

(۱) زمانہ نزول وحی میں بمقتضائے حکمت الٰہیہ جلیہ یا خفیہ بعض احکام میں نسخ و تبدیل بھی واقع ہوا ہے اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ چند روز تک ایک حکم نازل نہیں ہوا۔ پھر نازل ہو گیا اور اس نسخ کی مثال عادات مسلمہ میں اختلاف حال مریض سے طبیب کا نسخہ بدل دینا ہے۔

(۲) بعض یا اکثر احکام میں دو درجے شریعت میں مقرر ہیں ایک عزیمت۔ یعنی حکم اصلی جو کہ شرعاً مقصود ہے۔ اور دوسرے رخصت یعنی وہ آسانی جو کسی عذر اور ضرورت سے اس عزیمت میں تجویز کی گئی ہے اور اس رخصت کے برتاؤ کو اصلی حکم سمجھ لینا ایسا ہی غلط ہے جیسا اتوار کی تعطیل کو دیکھکر حکام عدالت کا اصلی منصبی فرض اسی کو سمجھ لینا کہ وہ اپنے بنگلوں

اور کوٹھیوں میں پڑے آرام کیا کریں اور اگر کوئی درخواست دے تو واپس کر دیا کریں۔

(۳) جس چیز کو حرام یا جرم قرار دیا جاتا ہے جتنے افعال یا امور اُس حرام یا جرم کو وسائل اور ذرائع ہوں بوجہ اعانت جرم کے وہ بھی حرام اور جرم ہو جاتے ہیں۔ گو خصوصیت کیساتھ ان افعال یا امور کو نام بنام جرم نہ شمار کیا گیا ہو، مثلاً استحصال بالجبر[1] جرم ہے تو جتنی صورتیں اس جرم کی ہونگی۔ مثلاً ڈرانا دھمکانا کوٹھڑی میں بند کر دینا وغیرہ وغیرہ سب جرم ہوں گے۔ گو یہ سب امور مفصل جدا جدا دفعات جرم کے تصریحاً نہ گنے گئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی امر منجملہ جرائم ایسا ہو جسکو خصوصیت کے ساتھ بھی روکا گیا ہو اور اس طرز سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہوئی ہو۔

ان اصول موضوعہ کے بعد اُن آیات و احادیث کی ایک کافی مقدار (گو وہ محیط اور مستوعب نہیں) نقل کرتا ہوں۔

آیات

(۱) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (احزاب)	قرار رکھو اپنے گھروں میں اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح اظہار کرتی مت پھرو۔

اس آیت میں گو خطاب ازواج مطہرات کو ہے۔ لیکن سیاق و سباق میں یعنی اس کے متصل اگلے اور پچھلے کئی حکم یقیناً عام ہیں جیسے لَا تَخْضَعْنَ اور قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اور اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ اور اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس کو من کل الوجوہ خاص کہنا نہایت مستبعد ہے۔ پھر خود آیت ہی میں غور کرنے سے خصوصیت کا احتمال نہیں کیونکہ قَرْنَ کے بعد اس کے تتمیم کے لئے اس کے مقابل کو منع فرمایا گیا وَلَا تَبَرَّجْنَ[2] تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اور ظاہر ہے کہ مقابلہ مقتضی

ہے کہ عدم اقرار سے روکنا منظور ہے۔ اُس عدم قرار کو تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ سے تعبیر فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عدم القرار مذموم ہونے میں مثل تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ کے ہے اور یہ یقینی ہے کہ یہ تمہ ہے قَرْنَ کا اور تمہ کسی شی کا حکم میں اسی شی کے ہوتا ہے تو اگر قَرْنَ کو خاص کہا جائے گا تو ممانعت تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ کی بھی خاص ہو گی حالانکہ کوئی متدین یا عاقل اس کا قائل نہیں ہو سکتا کہ عام امت کی بیبیوں کو اظہار جاہلیت مباح یا جائز ہے جب یہ عام ہے اور قرن ٥٢ بوجہ ذی تمہ ہونے کے گویا اس کا عین ہی پس قَرْنَ بھی عام ہو گا اس کے علاوہ عقل بھی عدم خصوصیت کا حکم کرتی ہے اس واسطے کہ ہر حکم میں کوئی حکمت ہوتی ہے کبھی وہ خفی ہوتی ہے جس کی تفتیش کے ہم مکلف نہیں اور کبھی جلی اور واضح ہوتی ہے سو اعتبار احکام میں ایسی حکمت کا لحاظ کیا جاتا ہے جس مقام کی یہ آیت ہے اس میں نظر کرنے سے اس کے پاس ایک جملہ نظر آتا ہے لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ یعنی نرم لہجہ سے بات مت کرو اور اس کے ساتھ ہی اس کی وجہ ارشاد فرمائی ہے فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ یعنی جس کے قلب میں روگ اور خرابی ہے اس کو ناحق ہوس اور طمع دامنگیر ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس مقام پر یہ بولنے چالنے کا سلیقہ یا گھروں میں بٹھلانے کا طریقہ جو مقرر کیا گیا ہے اس کی خاص حکمت انسداد ہے فتنہ مکالمت و مخالطت کا جب یہ حکمت خود نفس آیت سے مفہوم ہو چکی۔ اب ظاہر ہے کہ جہاں حکمت اور علت ہو گی یہ احکام بھی وہاں ضروری ہوں گے اور یقینی ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جو حسب آیت وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ مسلمانوں کی مائیں ہیں اور اسی وجہ سے تمام امت کے مردوں کو اُن سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام تھا چنانچہ نص ہے وَلَا ٥٣ اَنْ تَنْكِحُوا

---

٥١ یعنی عدم قرار فی البیوت (گھروں میں نہ ٹھیرنے) سے ۱۲ محمد شفیع عفی عنہ

٥٢ یعنی لفظ قرن سے جو گھروں میں رہنے کا حکم عورتوں کو دیا گیا ہے یہ سب عورتوں کیلئے عام ہو گا جیسا کہ اسکے تمہ یعنی اظہار جاہلیت کی ممانعت سب کیلئے باتفاق عام ہے ۱۲ اش

٥٣ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکی ازواج سے کسی وقت نکاح کرو ۱۲ ش

اَزْوَاجِہٖ مِنْ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا غیر طبعی اور عقلی طور پر بھی یہ امر معلوم ہو کہ علوشان اور عظمت مرتبہ بھی اعظم اسباب انسداد حرکت نفسانیہ کے قدرتی طور پر ہے جسکے باوجود اس مانع دینی وفطری کے ازواجِ مطہرات کو حکم ہوا ہے۔ قرار[1] فی البیوت کا تو دوسری عورتوں کیلئے اول تو بدرجہ اولیٰ اور نہیں، تو کم از کم بدرجہ مساوی ہی سہی ضرور قرار فی البیوت کا حکم ہوگا ورنہ فتنۂ خفیفہ کا انتظام کرنا اور فتنۂ عظیمہ کا انتظام نہ کرنا صاف انقلاب ہے فطرت کا جو کسی طرح قائل ہونے کے قابل نہیں۔ البتہ اس کی گنجائش ضرور ہے کہ ازواج مطہرات کے قرار فی البیوت میں ان کے معظم ومحترم ہونے کو بھی جزوعلت کہا جائے۔ یعنی ان کے علوشان کا بھی مقتضا یہ ہے کہ وہ ہر کس وناکس کے روبرو نہ ہوا کریں۔ اور دوسری علت وہی ہے جس کا مفہوم[2] من النفس ہونا مذکور ہو چکا پس ان باب میں علت یہ مجموعہ ہو اور عام نساء کے باب میں علت صرف سدّ فتنہ ہوا پس اتنی خصوصیت کے اعتبار سے اگر اس خطاب کو خاص کہا جائے تو صحیح ہے لیکن اس سے قرار فی البیوت کے وجوب کا خاص ہونا لازم نہ آیا۔ البتہ قرار للاحترام کا خاص ہونا بیشک ثابت ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ چونکہ احترام ان کے لوازم سے ہے اسلئے اگر ان کے خروج عن البیوت میں فتنہ بھی نہ ہو۔ جب بھی بلاضرورت ان کے لئے حرام ہے۔ اور دوسری عورتیں اگر بوجہ کبر سن وغیرہ کے محل شہوت وفتنہ نہ رہیں تو ان کو چہرہ اور دونوں کف دست کھول دینے کی شرعاً اجازت ہے۔ اسی جگہ سے بعض علماء نے لکھدیا ہے کہ حجاب کی فرضیت حضرات ازواج مطہرات کی خصوصیات سے ہے جسکا حاصل دوسرے طالب علمانہ عنوان میں یہ ہے کہ حجاب ازواج مطہرات کے حق میں

یعنی گھروں میں [illegible] نکلنے کا [illegible] آیت قرآنی بھی [illegible] ۱۲ اش

---

[1] والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ۔ یعنی آیت قرآنی کہ تم سب عورتوں کی طرح نہیں اسمیں اسی خصوصیت کی طرف اشارہ ہے ۱۲ اش

واجب لغیرہ ہے لیکن نفس وجوب دونوں میں مشترک ہے اور یہی مقصود دری ہے مشتیں پردہ شعار کا یہ کہ جوان یا میانہ عمر عورت کو نامحرم کے روبرو ہوجانا حرام ہے گو حرمت لغیرہ ہو

(۲) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ (احزاب)

اور جب تم ان بیبیوں سے کوئی چیز مانگنے لگو تو آڑ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکی ہے تمہارے دلوں کی بھی اور ان کے دلوں کی بھی۔

یہ آیت بھی صاف بتلا رہی ہے کہ حجاب جس کی حقیقت پردہ متعارف ہے بہت ضروری اور اہتمام کے قابل ہے کہ باوجودیکہ چیز مانگنا ایک گونہ ضرورت بھی ہے۔ لیکن اس ضرورت کے ساتھ بھی رفع حجاب کی اجازت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس حالت میں بھی صیغۂ امر کے ساتھ جو کہ شرعاً وعقلاً وجوب کو مفید ہوتا ہے حفاظت حجاب کا خطاب کیا گیا تو بھلا جہاں یہ ضرورت بھی نہ ہو یا اس سے خفیف ضرورت ہو جیسے ہواخوری یا توسیع معلومات دنیا تو وہاں بے حجابی کی کب اجازت ہوگی اور ہرچند کہ یہ آیت بھی حضرات ازواج مطہرات کے حق میں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جو علت اس حکم کی فرمائی گئی ہے یعنی اس حجاب کا ذریعہ طہارت قلوب ہونا وہ بدلالۃ النص یعنی درجۂ اولیت میں بتلا رہی ہے کہ جہاں لوث کا احتمال غالب بھی نہ ہو۔ اور وہاں یہ احتیاط واجب کی جائے تو جس جگہ یہ احتمال غالب ہو تو احتیاط اور زیادہ واجب ہوگی اور حضرات ازواج مطہرات میں لوث کا احتمال مفقود ہونا اور دوسری جگہ موجود ہونا ظاہر ہے اور اوپر کی آیت کے ذیل میں اس کی مدلل تقریر بھی کردی گئی ہے۔ البتہ لعینہ اور لغیرہ کا فرق یہاں بھی گنجائش رکھتا ہے سو یہ فرق ہمارے مقصود میں خلل انداز نہیں جیسا اوپر گذر چکا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ

اے پیغمبر[۲] کہدیجئے اپنی بیبیوں سے اور صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہ نیچے ٹکا لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے جلدی پہچان ہوجایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریگی

اس آیت میں تعلیم ہے گھر سے باہر نکلنے کے ضابطہ کی جو کسی ضرورت مثلاً سفر وغیرہ سے واقع ہو کہ اس وقت بھی بے حجاب مت ہو بلکہ اپنی چادر کا پلہ اپنے چہرہ پر لٹکا لیں تاکہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔ ظاہر ہے کہ اس تصریح کے بعد اس کہنے کی گنجائش کب ہے کہ چہرہ کا چھپانا فرض و واجب نہیں ہے۔ نص قطعی دلالت قطعی اور اس میں آیات سابقہ سے اس قدر مزید اور ہے کہ عام مسلمانوں کی بیبیوں کو لفظاً بھی شامل کرایا گیا جس میں خصوصیت کا وہم سرسری نظر سے بھی نہیں ہوسکتا۔ البتہ لعینہٖ لغیرہ کے فرق کے انکار کی ہم کو ضرورت نہیں اور جو فرمایا گیا ہے کہ "اس سے انکو جلدی پہچان الخ" اس کا قصہ یہ ہے کہ اس وقت بعض منافقین کنیزوں کو اپنی خباثت باطنی سے دق کیا کرتے تھے تو اس ہیئت میں علاوہ اداے فرض حجاب کے یہ بھی حکمت ہے کہ اس سے بی بی لونڈی کی پہچان بھی ہوجائے گی۔ کیونکہ لونڈیوں کو کھلے منھ رہنے کی اجازت تھی۔ نہ اس وجہ سے کہ ان کا بدن چھپانے کی چیز نہیں (کیونکہ المرأۃ عورۃ نے مطلق عورت کو پردہ کی چیز بتادیا ہے اور عقلاً بھی مرغوب فیہ ہونے میں مشترک ہے) بلکہ صرف اس وجہ سے کہ ان کو منھ وغیرہ چھپانے کی تاکید میں ان کے منصبی خدمات خلل پذیر ہوتے ہیں۔ اس ضرورت سے اس حکم میں آسانی برتی گئی اور چونکہ اس کی ضرورت آزاد عورت

لہ یہ حدیث آگے آتی ہے نمبر اول میں ۱۲۔

کی ضرورت سے زیادہ تھی اس لئے اس کے اعضائے مکشوفہ کا عدد بھی کچھ زیادہ ہی (نمبر ۲۔ اصول موضوعہ) تو حاصل آیت کا یہ ہوا کہ بیبیوں کی بے حجابی سے لونڈیوں کی حفاظت تو ہو ہی نہ جائے گی بلکہ یک نہ شدہ دو شد کا مضمون ہو جائے گا اس لئے تم کو تو وضع اصلی کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اس میں تمہاری حفاظت بھی سہل ہے۔ اسلئے تم تو اس کی پابند رہو۔ باقی کنیزوں کی حفاظت کا دوسرا انتظام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت میں ان کو خوب دھمکایا ہے کہ اگر وہ باز نہ آئینگے تو ان کے اخراج بلد اور قتل عام کا حکم دیا جائے گا (لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ الیٰ قولہ تَقْتِيْلًا) اب کسی پہلو میں کوئی خلجانؒ نہ رہا اور سب انتظام کافی ہو گیا۔

(۴) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ (الیٰ قولہ) وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (سورۃ نور)

آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کیا کریں اور حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے تو خیر اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں۔ آگے چل کر فرمایا۔ اور دھماکے سے پاؤں نہ رکھا کریں۔ کبھی ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم نہ ہو جائے۔

اس میں بھی صاف حکم ہے حسن و جمال کے چھپانے کا جو حقیقت ہے پردہ کی اور یہ جو فرمایا "مگر جو چیز کھلی ہی رہتی ہے" مراد اس سے چہرہ اور ہر دو کف دست ہیں جیسا حدیثؒ میں اس استثناء کی تصریح ہے اور محل اس استثناء کا موقع ضرورت ہے جو مؤثر ہے حکم کے آسان ہو جانے اور عزیمت کی جگہ رخصت پر عمل کے جائز ہو جانے

ـه اشارہ ہے ابن حزم وغیرہ کے اس شبہ کی طرف کہ اس تقریر سے بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ عصمت کی حفاظت فقط آزاد عورتوں کیلئے ہے کنیزوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا اور ان کا فحش گوارا کیا گیا معاذ اللہ۔ حضرت اقدس کی اس تقریر سے یہ شبہ بالکل رفع ہو گیا ۱۲ محمد شفیع

ـله یہ حدیث آگے آتی ہے نمبر سات میں ۱۲۔

ہیں نمبر۲۔ اصل موضوعہ باقی پورے حجاب کا حکم اصلی ہونا خود استثناء سباق وسیاق یعنی ماقبل و مابعد میں نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ماقبل میں غض[۱] بصر و حفظ فروج کا حکم فرمایا جس سے صاف واضح ہے کہ حجاب کی اصلی علت فتنہ شہوت کا روکنا ہے اور اس کا یہانتک اہتمام ہے کہ خمار یعنی سر بند سے سر اور گردن تک چھپانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ سر ڈھانکنے کے لیے خود لفظ خمار اور گردن ڈھانکنے کیلیے عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ دلالت میں کافی ہے و مشاہدہ و بداہت سے یہ امر ثابت ہے کہ چہرہ کو جو کہ مجمع محاسن ہے دیکھکر جس قدر کشش اور میلان ہوتا ہے سر اور گردن سے نہیں ہوتا تو جب ایسی چیز جو کہ تحریک فتنہ مذکورہ میں ضعیف اور خفیف ہے چھپانے کے قابل ہو کہ صیغہ سے بتلائی گئی تو چہرہ کو جو کہ تحریک فتنہ میں اصل ہے۔ کیونکر چھپانے کی چیز نہ کہا جائے گا۔ بہرحال اشتراکِ علت سے اشتراک معلول یقینی ہے۔ اگر درجہ اولیٰ میں نہیں تو اقل مرتبہ بدرجہ مساوی تو ضرور ہی ہوگا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصلی حکم حجابِ کامل ہے۔ جہاں ضرورت نہ ہوگی اور بوجہ شباب فتنہ کا احتمال ہوگا عام اس سے کہ فتنہ ابصار ہو یا فتنہ فروج ہو وہاں سے اسی حکم اصلی پر عمل ضروری ہوگا۔ اسی طرح مابعد میں محض پانوں کو زور سے رکھنے سے کس تاکید سے روکا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی علت کہ وجوب اخفائے زینت ہے بیان فرمادی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ فتنہ صوت زیور سے بدرجہا فتنہ صورت بڑھا ہوا ہے۔ جب اس کا انسداد ہوا ہے اس کا کیوں نہ ہوگا پس فی نفسہ حجاب کامل کی ضرورت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

[۱] یعنی نظر نیچی رکھنی اور شرمگاہوں کو حرام سے محفوظ رکھنے کا حکم ۱۲ ش

(۵) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ (نور)

اور جو عورتیں ایسی ہار گئی ہیں کہ ان کو منکوحہ بننے کا احتمال بھی نہیں رہا۔ ایسیوں کو اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے خاص خاص کپڑے اتار کر رکھا کریں بشرطیکہ زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں، اور اس سے بھی بچیں تو اور بھی بہتر ہے۔

ان خاص کپڑوں سے مراد زائد کپڑے ہیں جن سے منہ ہاتھ وغیرہ چھپایا جاتا ہے کیونکہ بجز وجہ اور کفین کے باقی بدن کا چھپانا تو جوان بوڑھی سب ہی کیواسطے فرض ہے چنانچہ اسی آیت میں بھی یہ شرط لگا دی ہے۔ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ اور زینت میں سارا بدن داخل ہے باستثنائے ضروری اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے جسکی تفسیر وجہ اور کفین ہے جیسا آیت (۴) میں مذکور ہے پس وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہو جائیگی جب باقی بدن کے چھپانے میں بوڑھی، جوان برابر ہوئیں تو جن کپڑوں سے یہ باقی بدن چھپایا جاتا ہے زائد کپڑوں سے ایسے کپڑے مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ ظاہر ہے۔ پس یقیناً وجہ اور کفین کے چھپانیوالے کپڑے مراد ہونگے۔ پھر اس میں تخصیص کی گئی بہت بوڑھی عورتوں کی۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو عورت ایسی نہ ہو بلکہ نکاح کے قابل ہو یعنی جوان ہو یا میانہ عمر ہو (کیونکہ مشاہدہ ہے کہ میانہ عمر بھی منکوحہ بنتی ہے اور بچے بھی جنتی ہے) تو کسی کے سامنے اُن زائد کپڑوں کے اتارنے کی اسکو بلا ضرورت اجازت نہیں تو وجہ اور کفین کا واجب الستر ہونا بدلالت واضحہ اس سے مفہوم ہوا۔ البتہ چونکہ انکا وجوب ستر لغیرہ ہے اور وہ غیر نساء قواعد میں مرفوع ہے لہذا ان کو انکشاف کی اجازت ہوگئی لیکن اجازت ہی کیساتھ یہ بھی فرما دیا کہ "اس سے بھی بچیں تو اور بہتر ہے"۔ جس سے متیقن ہو گیا کہ یہ اجازت رخصت ہے اور عزیمت و حکم اصلی وجوب ستر ہے چونکہ عزیمت پر عمل افضل ہوتا ہے اسلئے استعفاف کی خیریت کو بھی بتلا دیا جس پر

بفضلہ تعالیٰ اسوقت اکثر مسلمان خوشی سے کاربند ہیں اور اس موقع کی آیات کا حاصل یہ ہے کہ غیر بالغین اور مملوکین خادمین کو بجز اوقات استراحت کے جن میں انکشاف[ملہ] غالب ہے اور وقتوں میں بلا استیذان[ملہ] گھروں میں آجانیکی اجازت دی گئی اور بالغین احرار کیلئے ہر وقت استیذان کو واجب قرار دیا۔ اور اس استیذان کے وقت وجہ[ملہ] اور کفین کی انکشاف بلاضرورت میں شواب[ملہ] اور عجائز فرق کیا گیا۔

(۶) لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ (طلاق)

ان (طلاق دی ہوئی) عورتوں کو انکے (رہنے کے) گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ نکلیں مگر یہ کہ کھلی بیحیائی اختیار کریں (تو اور بات ہے) اور یہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو خدا کے ضابطوں سے ادھر ادھر گیا اس نے اپنا ہی نقصان کیا

اسمیں طلاق والی عورتوں کو گھر میں رہنے کی اور رکھنے کی تاکید کی ہے اور اس حبس کو سزائے طلاق تو کہہ نہیں سکتے ہیں کیونکہ اگر کسی صورت میں طلاق نازیبا ہے تو وہ فعل مرد کا ہے عورت کو سزائے حبس کیوں دی جائے تو بالضرور کہنا پڑیگا کہ عورت کی وضع فطری کا یہی ہے کہ گھر میں رہا کرے اور یہ وضع اور یہ مقتضا قبل طلاق بھی اسی حالت پر تھا لیکن طلاق کو اسمیں دخل ہونا جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا وہ نفس وجوب حجاب نہیں بلکہ زیادت حجاب میں ہے اور وجہ اس زیادت کی یہ ہے کہ قبل طلاق چونکہ یہ عورت ایک مرد کے نامزد تھی اسلئے طماعین کی طمع کسی قدر منقطع تھی اور اب بوجہ آزاد ہوجانے کے طماعین کے قلوب میں زیادہ میلان ہوسکتا ہے اسلئے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہوئی اسلئے جو ضرورتیں جواز خروج کے لئے قبل طلاق کافی تھیں اب اس جواز کیلئے ان ضرورتوں میں زیادہ شدت شرط ہوگی اور وہ سابق ضرورتیں جواز کیلئے ناکافی سمجھی جائینگی۔ رہا یہ کہ بعد انقضائے عدت پھر خروج کی کیوں اجازت ہے

ملہ بدن کھل جانا ۱۲ ملہ اجازت طلب کرنا ۱۲ ملہ چہرہ اور ہتھیلیاں ۱۲ اش ملہ جوان اور بوڑھی عورتیں ۱۲ ش

حالانکہ اسوقت اس طمع میں اور قوت ہوجاتی ہے سو وجہ فرق دو ہیں۔ اول یہ کہ اسوقت کی طمع کا تدارک نکاح سے ممکن ہے بخلاف حالت عدت کے کہ دوسرا نکاح بھی حرام ہے دوسرے یہ کہ اس وقت کوئی اسکا کفیل نفقہ نہیں اسلئے ضرورت کے لحاظ میں وسعت کیگئی اور اسوقت طلاق دہندہ کے ذمہ اسکا نفقہ ہے۔ لہذا اس وسعت کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اور اس تاکیدی حکم کو اور زیادہ مؤکد اس سے کیا گیا کہ اسکو منجملہ حدود اللہ کے فرمایا اور تعدی حدود پر وعید سنائی اور ایک تفسیر پر اس خروج کو بے حیائی فرمایا۔ جبکہ یہ [ف۱] استثنا متعلق لا تخرجن کے ہو اس سے اور تاکید بڑھ گئی اور دوسری تفسیر پر کہ اقامت حد کیلیئے اخراج کا حکم ہو (جبکہ لا تخرجوھن کے متعلق ہو) نیز ایک گونہ حکم مذکور کی تاکید ہے کہ صرف شرعی ضرورت سے جو کہ بہت ہی شدید ہے اخراج کو گوارا کیا اور ماسوائے ضرورت شدیدہ میں اصلی حکم حبس فی البیوت ہی باقی رہا۔

(۷) وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا (نساء)

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں اُن پر چار آدمیوں کو اپنے میں سے گواہ بنالو اور جب وہ گواہ ہوجائیں تو ان عورتوں کو بدستور گھروں میں رکھے رہو یہانتک کہ یا تو موت انکی جان لیلے اور یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ کرے یعنی حکم ثانی دیدے

یہ آیت جسوقت نازل ہوئی تھی حد زنا مقرر نہ ہوئی تھی اسلئے حکم ثانی کے انتظار کا امر فرمایا۔ اور اُسوقت تک یہ حکم فرمایا کہ انکو گھروں میں بدستور رہنے دو یہ لفظ بتلا رہا ہے کہ پہلے سے وہ گھروں میں تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وضع اور مقتضائے فطرت نسواں کا یہی ہے کہ گھروں میں رہیں۔ صرف اس بے حیائی سے احتمال تھا کہ بوجہ غیظ گھر سے نکال باہر کردیں اسلئے امساک کا حکم دیا کہ ابھی حالت سابقہ پر

[ف۱] خلاصہ مراد یہ ہے کہ آیت میں دو تفسیریں منقول ہیں ایک یہ کہ استثنا الا ان یاتین کا تعلق لا تخرجن سے ہو تو معنی یہ ہونگے کہ ان کا گھر سے نکلنا بے حیائی ہے دوسرے یہ کہ اس استثناء کا تعلق لا تخرجوھن ہو تو معنی یہ ہونگے کہ انکو گھروں سے نہ نکالو بجز اسکے کہ اُن سے کوئی فعل ایسا سرزد ہوجاوے جس پر سزا شرعی جاری کرنا ہو اس سزا کیلئے انکو باہر نکالا جاوے ۱۲ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

[ف۲] ہذا القید یفید لفظ الامساک کما فی قولہ تعالیٰ فاذا بلغن اجلہن فامسکوھن۔ فانہ ابقاء الشئ حالتہ الاولیٰ انتہی ۱۲ +

گھر ونمیں رکھو چنانچہ اسکے بعد جب حد مقرر ہو گئی تو حکم ثانی معلوم ہو گیا کہ سزا کیلئے حاضر عدالت کی جائیں۔

احادیث

(۱) عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان (رواہ الترمذی دمشکوۃ)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے جب باہر نکلتی ہے شیطان اسکی تاک میں لگجاتا ہے۔

یہ حدیث نہایت بلاغت اور وضاحت سے عورت کو پوشیدہ رہنے و رکھنے کی تاکید اور اسکے نکلنے کا موجب فتنہ شیطانی ہونا بیان کر رہی ہے۔

(۲) عن ام سلمۃ انھا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یارسول اللہ الیس ھو اعمی لایبصرنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیاو ان انتما الستما تبصرانہ۔ (رواہ احمد والترمذی وابوداود) دمشکوۃ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ دونوں ازواج مطہرات سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نابینا) آئے اور اندر آنے لگے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ دونوں پردے میں ہو جاؤ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو نابینا ہمکو دیکھتے بھی نہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی نابینا ہو گیا تم انکو نہیں دیکھتیں۔

دیکھئے باوجودیکہ اس مقام پر کوئی قریب احتمال بھی خرابی کا نہ تھا کیونکہ ایک طرف ازواج مطہرات جو مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ دوسری طرف ایک نیک صحابی پھر وہ بھی نابینا لیکن اس پر بھی مزید احتیاط کیلئے یا تعلیم امت کیلئے آپ نے

بیبیوں کو پردہ کرا دیا۔ تو جہاں ایسے مواقع قوبہ بھی نہ ہوں وہاں پر کیوں نہ قابل اہتمام ہوگا۔

(۳) عن عائشة فی قصة طویلة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هو لك یا عبد ابن زمعة الولد للفراش وللعاهر الحجر ثم قال لسودة بنت زمعة احتجبی منه لما رای من شبهه بعتبة فما راٰها حتی لقی اللہ۔ متفق علیه (مشکوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک قصہ طویل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ سعد اور عبد بن زمعہ میں فیصلہ کیلئے یہ فرمایا کہ یہ لڑکا تمکو دیا گیا اے عبد اللہ بن زمعہ کیونکہ اولاد حق صاحب فراش کا ہے اور بدکار کیلئے پتھر پھر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اس لڑکے سے چھپا کرو۔ کیونکہ آپ نے اس لڑکے کی صورت عتبہ سے ملتی دیکھی پھر وہ لڑکا مرتے دم تک حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنے نہیں پایا۔

یہ لڑکا زمعہ کی لونڈی کا تھا جو عتبہ کے نطفہ ناجائز سے پیدا ہوا تھا۔ عتبہ کے مرنے کے بعد برادر عتبہ نے اس لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعویٰ کیا اور اس زمعہ کے ایک بیٹا تھا عبد اس نے اس لڑکے کے بھائی ہونے کا اس بنا پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کی ایسی لونڈی سے پیدا ہوا جو میرے باپ کے استعمال میں رہتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق قانون شرعی کے کہ نطفہ حلال سے نسب ثابت ہوتا ہے نطفہ حرام سے نہیں ہوتا۔ اس لڑکے کو عبد بن زمعہ کا بھائی قرار دیا اور آپ کی بی بی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں زمعہ کی بیٹی ہیں تو اس قاعدہ کے موافق وہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کا بھائی ہوا۔ اور محرم ہونے کی وجہ سے پردہ کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً بوجہ مشابہت شکل حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم پردہ کا فرمایا جس پر بہت پابندی کے ساتھ عمل کیا گیا۔

اس قصہ سے معلوم ہوا کہ پردہ کا اس درجہ شدت سے اہتمام تھا کہ خفیف شبہ پر بھی احتیاط کی جاتی تھی۔

(۴) عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ رأیت الحمو قال الحمو الموت متفق علیہ (مشکوٰۃ)۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے سے بچا کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا دیور کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا دیور تو پوری موت ہے

اس حدیث میں بے ضرورت و بے تکلف عورتوں کے پاس آمد و رفت رکھنے کو حرام فرمایا ہے۔ اور فطرت صحیح اور دلالت صریحہ سے ثابت ہے کہ اس آمد و رفت کا عمدہ انسداد یہ پردۂ مروجہ ہے ورنہ اور کوئی امر اس درجہ کا مانع قوی نہیں۔ چنانچہ مشاہدہ ہے۔ تو جب پردۂ مروجہ نہ ہوگا یہ بیجا آمد و رفت بھی ضرور رہے گی۔ اور ایسی آمد و رفت حرام ہے۔ تو بے پردگی جو اس کا ذریعہ ہے نیز حرام ہے (نمبر ۳۔ اصول موضوعہ)۔ پس پردۂ مروجہ واجب ہے۔

(۵) عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے پاس تنہا جگہ میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوگا۔

یہاں بھی مثل حدیث (۴) کے تقریر ہے کہ نامحرم مرد عورت کا تنہا جگہ بیٹھنا حرام ہے۔ اور اگر پردہ نہ ہو تو عادت اور مشاہدہ شاہد ہے کہ ہرگز اس میں احتیاط نہ کی جائے گی۔ بالخصوص آجکل کے بیباک اور آزاد طبائع سے یہ یقینی ہے۔ پس بے پردگی ذریعہ ہوگی اس تنہائی کی اور یہ تنہائی حرام تو اس کا ذریعہ بھی حرام (نمبر ۳۔ اصول موضوعہ)۔ پس پردہ مروجہ واجب ہے۔

(۶) عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن الله الناظر والمنظور الیه۔ رواه البیهقی فی شعب الایمان

حضرت حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھکو یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو بری نظر سے دیکھے اور اُس پر بھی جس کو دیکھے یعنی وہ اگر بے احتیاطی کرے۔

یہاں بھی وہی تقریر ہے کہ نظر کرنا اور کرانا حرام۔ اور بے پردگی یقیناً اس کا ذریعہ ہوگی تو وہ بھی حرام (نمبر ۳۔ اصول موضوعہ) پس پردہ واجب۔

(۷) عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها وقال یا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منها الا هذا وهذا واشار الی وجهه وکفیه۔ رواه ابوداؤد (مشکوة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن اسماء حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس وقت انکے بدن پر باریک کپڑے تھے آپنے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ اسماء جب عورت بالغ ہو جائے پھر بجز چہرہ اور کفین کے اور کوئی چیز اسکی نظر نہ آنا چاہئے۔

اس میں بھی وہی تقریر ہے کہ عورت کو ایسا باریک کپڑا پہننا جس میں بدن جھلکے حرام۔ اور بے پردگی میں بمقتضائے تکلف وزینت طبعی خصوصاً

طبیعت زنان ہند ضرور نامحرم کے روبرو باریک کپڑے پہنے جائیں گے۔ اور یہ حرام۔ پس بے پردگی بھی حرام (نمبر ۳۔ اصول موضوعہ) بتقریر دیگر حدیث میں تصریح ہے کہ سر کھولنا حرام۔ اور حسب عادت بے پردگی میں سر کا کھلنا یقینی پس بے پردگی حرام ہوئی (نمبر ۳۔ اصول موضوعہ) پس پردہ واجب ہوا چونکہ وجہ اور کفین کے مستور رہنے کا حکم اصلی ہونا واضح اور کافی طور پر اور بر مختلف پہلوؤں سے ثابت ہو چکا اس لئے یہ استثناء یقیناً یا قبل نزول حکم حجاب ہے (نمبر ۱۔ اصول موضوعہ) یا حالت ضرورت میں یہ رخصت ہے (نمبر ۲۔ اصول موضوعہ)۔ اور کثرت سے ایسی احادیث صحاح میں موجود ہیں۔ جن میں عورت کو نامحرم مرد کے سامنے خوشبو لگانے کی ممانعت اور نماز گھروں کے اندر پڑھنے کی ترغیب اور گھر کے اندر جو اور گھر ہوتا ہے اس میں پڑھنے کی زیادہ فضیلت اور سر کھولنے کی حرمت اور نامحرم کے روبرو اظہار زینت کی ممانعت اور نظر بد کا زنا ہونا وغیرہ وغیرہ مذکور ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم اصلی پورا پردہ ہے اور بے پردگی ذریعہ مفاسد بیشمار کا ہے۔ اور جہاں کہیں انکشاف وجہ یا خروج کا اذن ہوا ہے وہ محض ضرورت یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے ہوا ہے وہ بھی بڑی قیدوں اور شرطوں سے اور بعض جگہ قبل حکم حجاب کے ہے (نمبر ۱ و ۲ و ۳۔ اصول موضوعہ)۔

ملحوظ (۱) چہرہ اور دونوں ہتیلیاں
ملحوظ (۲) چہرہ کھولنے یا باہر نکلنے کا

تیسرا حصہ تحقیق لباس ازواج مطہرات و بنات مقدسات

اوپر آیت (۳) سے جلباب یعنی چادر۔ اور آیت (۴) سے خمار یعنی سر بند کا رواج ہونا عرب میں معلوم ہوا ہے۔ اب خصوصیت کیساتھ حدیثوں سے اسکا پتہ لکھا جاتا ہے

(۱) عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا وھی تختمر فقال لیۃ لا لیتاین رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ (زوجہ مطہرہ) کو سربند باندھتے دیکھا آپ نے فرمایا ایک پھیر لپیٹنا دو پھیر نہیں تاکہ مردونکی عمامہ کی مشابہ نہو جائے

(۲) ودخلت علی عائشۃ وعلیھا درع قطری الحدیث۔ رواہ البخاری (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ پر ایک درع موٹا بنا ہوا دیکھا۔

قاموس میں درع کی تفسیر قمیص کی ہے اور مغرب میں ما یلبس فوق القمیص کی ہے (مرقاۃ)۔

(۳) عن ام سلمۃ قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین ذکر الازار فالمرأۃ یارسول اللہ قال ترخی شبرا فقالت اذا تنکشف أقدامھن قال فیرخین ذراعا۔ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لنگی کا بیان فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ مطہرہ نے عرض کیا عورت کتنی نیچی رکھے آپنے فرمایا (کہ نصف ساق ہے) ایک بالشت انہوں نے عرض کیا کہ کبھی کبھی قدم کھل جائے گا فرمایا تو ایک ہاتھ

(۴) قالت امرأۃ یارسول اللہ احدلنا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا متفق علیہ (مشکوٰۃ)

ایک عورت نے عرض کیا کہ بعض عورت کے پاس چادرہ نہیں ہوتا آپنے فرمایا دوسری اپنی چادرے میں سے اُڑھا دیوے۔

(۵) فیلبس السراویل (نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں مردونکو پائجامہ پہننے کی اجازت دی ہے۔

حدیث نمبر (۱) سے سربند اور (۲) سے کرتہ اور شلوکہ اور (۳) سے لنگی اور (۴) سے چادرہ اور (۵) سے پائجامہ کا رواج اس زمانہ میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی غالب تھی

جن میں سے جلباب تو اکثر باہر جانے کے وقت ضروری سمجھکر بجائے برقع کے پہنا جاتا تھا۔ باقی کپڑے گھروں میں ہر وقت پہنتے تھے جس میں بجز وجہ و کفین کے تمام بدن پوشیدہ رہتا تھا اور وجہ اور کفین کا انتظام یہ کیا گیا تھا کہ بلا پکارے اور پوچھے گھروں میں آنے کی ممانعت تھی اس وقت پوری احتیاط ہو جاتی تھی جیسا آیت (۵) کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے اور مسئلہ استیذان میں حدیثیں بکثرت آئی ہیں اور جلباب کا ساتر[1] وجہ اور کفین ہونا یدنین سے صاف واضح ہے۔ جیسا آیت (۳) میں ذکر ہوا۔

چوتھا حصہ اس زمانہ کے پردہ کی حد

ہر چند کہ آیات و احادیث مذکورہ بالا سے خود اس سوال کا جواب نکل آیا لیکن خاص طور پر ایک آدھ اور بھی نقل کئے دیتا ہوں۔

(۱) عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور۔ الحدیث	حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا حیض والی عورتوں اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے روز باہر لیجانیکا۔

ذوات الخدور میں دلالت واضح ہے کہ اس وقت پردہ کی یہی حد اور ہیئت تھی جواب ہے۔ اور یہ باہر لیجانا بغرض اظہار شوکت اسلامی تھا نہ حکم اصلی (دنمبر ۲۔ اصول موضوعہ) یہی وجہ ہے کہ حیض والیوں کو بھی شامل کیا گیا صحابہ اپنے نور فہم سے اس کا حکم غیر اصلی ہونا سمجھکر اپنے وقت میں عزیمت پر عامل ہو گئے۔ جیسا حدیثوں میں آیا ہے۔

(۲) عن عائشۃ رضی قالت لو ادرکت امرأۃ من	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

[1] یعنی جلباب کا چہرہ اور ہاتھوں کو ڈھانپنا آیت میں ادنا یدنین سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس لفظ کی یہی تفسیر کی گئی ہے کہ تمام بدن اس میں مستور ہو صرف ایک آنکھ راستہ دیکھنے کیلئے کھلی رہے کذا ادی عن ابن عباس رض ۱۲ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

وراء ستر بیدھا کتاب الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (الحدیث) رواہ ابوداؤد ونسائی (مشکوٰۃ)

ہے کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں خط تھا اس نے پردے کے پیچھے سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دینے کے لئے بڑھایا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت کی عورتیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایساہی پردہ کرتی تھیں۔ بلکہ حدیث افک[1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خالی ہودج کو بھرا گمان کرکے باندھ دینے سے اس وقت کی ڈولی کی رسم اور کہاروں سے بی بی کے نہ بولنے کی تائید نہایت محکم ہے۔

(۴) عن ابی السائب عن ابی سعید الخدری فی قصۃ الفتی حدیث العہد بالعرس فاذا امرأتہ بین البابین قائمۃ فاھوی الیھا بالرمح لیطعنھا بہ واصابتہ غیرۃ الحدیث۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

حضرت ابی السائب نے ابی سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ ایک نوشہ صحابی کے قصے میں ہے کہ وہ جو اپنے گھر گئے تو بی بی کو دروازہ میں کھڑا دیکھکر غیرت آئی اور نیزہ سے مارنا چاہا (آخر سانپ کی وجہ سے باہر نکلنے کی مجبوری معلوم ہوئی)۔

معلوم ہوتا ہے پردہ کی رسم اس درجہ طبائع میں مرکوز تھی کہ دروازے ہی میں کھڑے ہونے پر بیتاب ہو گئے۔

پانچواں حصہ پردۂ مروجہ کی ابتدا

(۱) عن انس فی قصۃ تزوج زینب من الحدیث الطویل قال فرجعت فاذا ھم قد قاموا فضرب بینی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصہ نکاح حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں راوی ہیں کہ پھر وہ دعوت کھانے والے چلے گئے حضور

[1] اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو صحیح بخاری میں مفصل مذکور ہے جس میں حضرت عائشہؓ اپنے سفر کی کیفیت اس طرح بیان کرتی ہیں کہ خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما نزل الحجاب فکنت احمل فی ہودجی وانزل فیہ الحدیث اس میں حضرت صدیقہؓ صراحۃً نزول حجاب کے ذکر کیساتھ اپنے سفر میں جانے اور سواری پر چڑھنے اُترنے کی یہ کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ شغدف اُٹھا اونٹ پر رکھدیا جاتا تھا اور اسی طرح اُترنے کے وقت شغدف چند آدمی اُٹھا کر زمین پر رکھدیتے تھے اور میں اُسی شغدف میں بیٹھی رہتی تھی جس سے صاف معلوم ہوا کہ اس وقت بھی پردہ کی یہی کیفیت وصورت تھی جو اب تک شرفا میں یہاں مروج ہے ۱۲ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم جو تشریف لائے تو اپنے اور میرے درمیان میں پردہ لٹکا دیا اور آیت پردہ کی نازل ہو گئی	وبینہ الستر وانزل آیۃ الحجاب (مسلم)

اس سے ابتداءً معلوم ہو گئی کہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اس کی تعلیم کی گئی۔ بلکہ مسلم کی دو حدیثوں میں تصریح ہے کہ اس حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طبعاً تقاضا تھا کہ ازواج مطہرات کو کسی کے سامنے نہ آنے دیجئے۔ آپ اپنی بلند نظری سے التفات نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی پھر خود آپ نے نہایت تاکیدی احکام خاص و عام جاری فرمائے جن کی تفصیل باحسن و اکمل وجوہ ہدیۂ ناظرین ہو چکی ہے۔ اس سے زیادہ بھی تفصیل ممکن ہے۔ مگر میں نے روایت اور درایت دونوں میں قصداً کافی سمجھکر اختصار کیا۔

لہ یعنی عقل و نقل ۱۲ ش

آخر میں اس قول کے متعلق کہ شاید کچھ لکھوں اس قدر کہنا ضروری ہے کہ اگر اس سے کسی جزو میں اختلاف ہو تو کتابت عام سے پہلے کتابت خاص کر لینا بہتر ہے۔ والسلام والدعاء فقط۔

اشرف علی
لآخر یوم من آخر
شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ

تمت

یہ کتاب اور حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی تمام تصانیف پتہ ذیل سے ملتی ہیں۔

دار الاشاعت دیوبند
ضلع سہارنپور